اُردو خلاصے

۱۔ جدید اردو نظم میں واقعۂ معراج بطور شعری استعارہ

طاہرہ انعام

جدید اُردو نظم متنوع استعاراتی جہات کی حامل ہے۔ سماجی اور مابعد الطبیعیاتی سوالات، انسان اور کائنات کا وجود، وقت کا بہاؤ اور انسان کے علمی و مذہبی افکار نے مل کر اس استعاراتی نظام کی تشکیل کی ہے۔ اس کا ایک پہلو واقعۂ معراج النبی ﷺ میں مضمر تصورات مثلاً عظمتِ آدم اور مادی و روحانی کائنات پر اس کی متوقع فتوحات کو اجاگر کرنا بھی ہے۔ معراج سے متعلق تاریخی، اساطیری اور مابعد الطبیعیاتی حوالے نظم میں بالواسطہ یا بلاواسطہ بیان ہو رہے ہیں۔ اس علامتی اظہار یے نے شاعر کے تخلیقی لاشعور سے جنم لیا ہے۔

۲۔ خواجہ عبداللہ سیالوی

محمد نعیم گھمن / سید سفیر حیدر

خواجہ عبداللہ سیالوی اعلیٰ ادبی ذوق کی حامل شخصیت تھے۔ ان کی غیر مطبوعہ شاعری سیاسی و سماجی شعور کی آئینہ دار ہے۔ ان کے موضوعات عمومی طور پر سماجی و سیاسی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو حالات کا گہرا ادراک ہے۔ ان کی شاعری پر عوامی رنگ غالب ہے۔ عام لوگوں کو درپیش مسائل کے ساتھ ملک کے مجموعی حالات پر بھی ان کی نظر گہری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں کلاسیکی اور رومانوی کے بہ جائے حقیقی زندگی کی تصویر کشی ملتی ہے۔

۳۔ سبکِ ہندی کی جمالیات: تعارفی مطالعہ

محمد آصف رضا / غلام رسول

سبکِ ہندی مغل تہذیب کے فارسی شعرا میں سب سے زیادہ مقبول اسلوب شاعری ہے۔ خیال آفرینی، فلسفیانہ تجرید اور پیچیدہ تشبیہات اس کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ اِن شعرا نے جہاں ایک نئے اسلوبِ شاعری کی تشکیلی ساخت کی بنت کاری کی ہے وہی انھوں نے حسن کی نظریہ سازی میں بھی تخلیقی کارنامے انجام دیے ہیں: جس میں حسن و جمال کی ناقابلِ اظہار جہت کا ادراک، وحدتِ احساس، حسن و عشق کے تعلق میں حسن کی غالبیت، جلال کا جوہرِ جمال ہونا، امیج کی تجرید اور معنی شکنی کا اظہار، اسلوبِ دید کی مرکزی

حیثیت، حسنِ تعلیل، حسن آفرینی میں جمالیاتی وحدت کا تخلیقی وجدان اور محبوب کو جمالیاتی نمو کا علوی پیکر قرار دینا نمایاں ہیں۔ حسن کی نظریہ سازی میں سبکِ ہندی کا جمالیاتی نقطہ نظر قابلِ ستائش ہے اور تنقیدی و تخلیقی تحسین کا متقاضی ہے۔

۴۔ غالب: کشتۂ ذوق خامہ فرسا

محمد شہباز / مجاہد حسین

اردو غزل کی روایت میں مرزا غالب بہت غیر معمولی تخلیق کار ہیں۔ جس طرح میدان غزل میں انھوں نے بہ طور غزل گو شاعر کے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا، اسی طرح اردو خطوط نگاری میں بھی انھوں نے سب سے منفرد راہ اختیار کی۔ مرزا غالب کو مکتوب نویسی اس قدر مرغوب تھی کہ انھوں نے اپنے کلام میں بھی جا بہ جا خط نگاری اور اس کے متعلقات کو کمال چابک دستی سے بیان کیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں غالب کے ایسے ہی اشعار کو تحقیقی و تنقیدی رنگ میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

۵۔ ڈپٹی نذیر احمد کے سوانحی لیکچر کا تجزیاتی مطالعہ

امجد علی شاکر

ڈپٹی نذیر احمد اردو کے ممتاز اور زود نویس ادیب و دانش ور تھے۔ وہ ایک ثقہ عالم اور مترجم تھے۔ انھوں نے ترجمہ قرآن کے علاوہ تعزیرات ہند اور انکم ٹیکس ایکٹ کا انگریزی سے اردو میں وقیع ترجمہ کیا۔ ڈپٹی صاحب ایک نہایت اچھے مقرر تھے۔ انھوں نے مختلف مواقع پر تقاریر کیں جنھیں وہ خطبات کی بہ جائے لیکچرز کا نام دیتے تھے۔ ہماری ادبی تاریخ میں ان لیکچرز کی خاص اہمیت ہے۔ زیر نظر مقالہ ان کے دلی میں دیے گئے لیکچر کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ یہ لیکچر ان کے تعلیمی، علمی اور ادبی سفر پر اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے جس میں انھوں نے اپنی فکری تشکیل کے حوالے سے بھی گفت گو کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لیکچر حیدر آباد دکن کی انتظامی صورت حال پر بھی مستند معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

۶۔ معاصر اردو نظم: ایک نئی ہیئتی ساخت کا اظہاریہ

احتشام علی

معاصر اردو نظم میں "عشرے" دس مصرعوں پر مشتمل ایک نئی صنفِ سخن ہے۔ اِس شعری صنف کو پچھلے چند برسوں میں نئی نسل میں خاصی پذیرائی ملی ہے۔ ابھی حال ہی میں اس صنف کے بنیاد گزار ادریس بابر کا

"عشروں" پر مشتمل پہلا شعری مجموعہ اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس مضمون میں اسی مجموعے کو مرکوز مطالعے کا موضوع بنا کر مستقبل میں اِس شعری صنف کے حدود اور امکانات کے تعین کی کوشش کی گئی ہے۔

۷۔ نیر مسعود کی کتاب "یگانہ، احوال و آثار" پر چند سوالات

محمد ارسلان

یہ مقالہ نیر مسعود کی اہم اور معروضی حقائق پر مبنی کتاب **یگانہ، احوال و آثار** (۱۹۹۱ء) پر چند بنیادی لیکن اہم نوعیت کے سوال کھڑے کرتا ہے۔ مسعود حسین رضوی ادیب کے بیٹے ہونے کے ناطے، نیر مسعود کو یاس یگانہ چنگیزی کو بہ راہِ راست دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ ان کی چلتی پھرتی زندگی اور ادبی مناقشوں کے بہ راہِ راست مشاہد ہیں۔ یاس یگانہ چنگیزی کی زندگی کے چند اہم پہلو عام قارئین کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ نیر مسعود چاہتے تو وہ ان تشنہ و ناگزیر پہلوؤں پر ضرور روشنی ڈال سکتے تھے۔ کتاب کے مطالعے کے بعد یوں لگتا ہے کہ نیر مسعود نے یاس یگانہ چنگیزی کے فن اور زندگی سے متعلق ان گوشوں کو عمداً پردۂ اخفا میں رہنے دیا ہے۔ کتاب کے اُسلوب میں حد سے بڑھا ہوا قطعی لہجہ اور بے لچک معروضی نقطۂ نظر بھی نظر میں کھٹکتا ہے۔ مقالہ انھی تشنہ سوالوں کی نشان دہی کرتا ہے۔

۸۔ ڈاکٹر سہیل احمد خاں بہ حیثیت داستانی نقاد

ثمینہ سیف

ڈاکٹر سہیل احمد خاں اردو داستانی تنقید کا ایک اہم نام ہیں۔ **داستان کی علامتی کائنات** ان کی مشہور کتاب ہے جس میں انھوں نے زندگی، کائنات، فنا و عدم فنا کی منزلیں، مابعد الطبعیاتی مظاہر، خودی اور دیگر متعلقہ بنیادی اور کائناتی عناوین کی علامتی اسراروں کو کھوجنے کی کوشش کی ہے۔ اردو داستان کے حوالے سے اپنے تنقیدی نظریات کے اثبات کے ضمن میں انھوں نے مختلف تہذیبوں ثقافتوں، دیومالاؤں کے ساتھ فلسفے، نفسیات، مذہب، تاریخ، سماجیات، عمرانیات پر گہرائی سے نظر ڈالی ہے۔

اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۷، شمارہ۴، مسلسل شمارہ:۳۶۶، سال ۲۰۲۲ء

۹۔پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ کی تدریسی اور تصنیفی خدمات کا جائزہ

محمد عرفان الحق

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ نے اکتیس برس شعبہ عربی زبان، جامعہ پنجاب، لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیں اور بہ طور صدر شعبہ ریٹائرڈ ہوئے۔ اس دوران وہ علما اکیڈمی او قاف پنجاب اور سول سروس اکیڈمی، لاہور میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی مختلف کتب کے دروس کا اہتمام بھی برابر کرتے رہے۔ اُن کی تصنیفی خدمات بھی قابلِ ذکر ہیں۔ انھوں نے بیس سے زائد کتب تحریر کیں۔ شعر گوئی میں بھی انھیں ملکہ حاصل تھا اور انھوں نے حمد و نعت کے علاوہ بزرگانِ دین کے مناقب بھی کہے۔ البتہ وہ اپنا تعارف ہمیشہ ایک استاد اور محقق کی حیثیت میں کروانا پسند کرتے تھے۔

۱۰۔انجمن قصور کا سائنسی شعور

عطاء الرحمن میو/حافظہ عائشہ صدیقہ

برصغیر پاک وہند پر قبضے کے ساتھ ہی انگریزوں نے اپنے تسلط کی پائے داری کے لیے یہاں مختلف اداروں کو متعارف کروایا۔ عوامی رسائی کی خاطر بہت سے ادارے قائم کیے۔ تبدیل شدہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں نے بھی مسلم بیداری کی کوششیں تیز تر کر دیں۔ چناں چہ انھوں نے بھی بساط بھر ادارے اور انجمنیں قائم کیں۔ انھی میں سے ایک انجمن قصور بھی تھی۔ اس انجمن نے **رسالہ** نامی ایک جریدہ بھی جاری کیا جس میں سائنسی مضامین کی اشاعت کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی تاکہ عوام میں سیاسی کے ساتھ سائنسی شعور بھی اجاگر کیا جاسکے۔